Lesson 2: Al-Anfal (Ayaat 20- 40):Day 7

سُوۡرَۃُ الأنفَال کی تفسیر

اللہ سبحان و تعالیٰ کی ایک اور پکار ہے ایمان والوں کے لئے؛

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ ۚ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوۡلُ بَیۡنَ الۡمَرۡءِ وَقَلۡبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَیۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۲۴﴾

اے ایمان والو اللہ اور رسول کا حکم مانو جس وقت تمہیں اس کام کی طرف بلائے جس میں تمہاری زندگی ہے اور جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جاتا ہے اور بے شک اسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے ﴿۲۴﴾

جو اللہ اور رسولؐ کی پکار پر آجائے گا اُس کی تو زندگی بن جائے گی۔ اور اگر سُنی ان سنی کر دے، سن کر بھول جاؤ، اہمیت نہیں دو تو پھر اللہ تمہارے اور تمہارے دل کے درمیان آڑ بن جائے گا۔ ہدایت نہیں ملے گی۔ پھر دلوں پر مہر لگ جاتی ہے۔ سورۃ البقرہ میں بھی ہم پڑھ چکے ہیں

۔۔۔خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ وَعَلٰى سَمۡعِهِمۡ ؕ وَعَلٰۤى اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَةٌ ۔۔۔ البقرہ آیت 7

اور سورۃ انعام آیت 110 میں بھی۔ اور ہم بھی ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسا کہ یہ لوگ اس پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے اور ہم ان کو ان کی سرکشی میں حیران رہنے دیں گے۔ (110)

یہ بہت حسّاس معاملہ ہے۔ بہت اہم بات ہے۔ اللہ کا حکم جب آجائے تو مان لیں اور عمل کر لیں۔ اسی میں ہماری نجات ہے۔

جب انسان اعراض کرے اور حق کو نہ مانے تو پھر اللہ ہدایت اور ایسے بندے کے درمیان آڑ بنا دیتا ہے۔ ایسے انسان کو حق کی سمجھ ہی نہیں آئے گی اور ہدایت نہیں ملے گی۔

یہ اللہ کا قانون ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ قانون سب کے لئے یکساں ہے۔

پھر اللہ فرماتا ہے کہ نہ مانو، نہ سنو نہ لبیک کہو۔ آمنّا و صدّقنا نہ کہو پھر کیا ہو گا؟

اِس آیت کے ہم تین خاص پیغام دیکھتے ہیں۔

"۔ اسۡتَجِيۡبُوۡا ۔" اللہ اور رسولؐ کے حکم پر جواب دو۔ یعنی دھیان سے سنو۔ ردِّ عمل ظاہر کرو۔ پکار کا جواب دو۔

اللہ اور اُس کا رسولؐ کب پکارتا ہے؟

یہاں لِمَا کی تفسیر یہ کہ؛ پہلا حکم رَبّ کے لئے یہ کہ الست بربکم۔ اللہ کو رب مانو۔ پھر اللہ کی کتاب سے رجوع کرو۔

اسی میں تمہاری زندگی ہے۔ اللہ نے قرآن میں کئی مقامات پر مومن کو زندہ اور کافر کو مردہ کہا ہے۔ جس طرح بارش ایک مردہ زمین کو زندہ کر دیتی ہے اسی طرح ایک لا الہ الا اللہ ایک مومن کے دل کو زندہ کر دیتا ہے۔ کافر کا دل مردہ، اندھیرا، ڈیپریسڈ، پریشان رہتا ہے۔ شیطان اُس کو دنیا کے مسائل میں اُلجھا دیتا ہے۔

مومن کا دل صاف، آسودہ، پر سکون رہتا ہے۔ مومنین کے چہروں پر آپ کو طمانیت اور تازگی نظر آئے گی۔

سچا ایمان آپ کے دل کو زندگی دیتا ہے۔ پھر قرآن زندگی ہے؛ سورۃ الانعام میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ قرآن روشنی ہے۔ مومن اس روشنی اور نور میں چلتا پھرتا ہے۔

پہلی بات حکم کو دھیان سے سُن لو، پھر اُس کا جواب دو۔ تیسری بات ہے کہ جہاد کی پکار پر لبیک کہو۔ اللہ کے دین کے لئے اُٹھ کھڑے ہو۔ غزوۂ بدر کی پکار تھی۔ کہ جہاد میں شرکت کرو۔ سورۃ البقرہ میں ہم نے پڑھا کہ

جہاد میں قوموں کی زندگی ہے۔ جہاد سے منہ نہ پھیرو۔ اس دعوت سے اعراض کرنے والے کے بارے میں سورۃ الاعراف میں فرمایا گیا؛ اور ہم نے دوزخ کے لیے بہت سے جن اور آدمی پیدا کیے ہیں ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں یہی لوگ غافل ہیں (179)

قرآن زندگی بخشتا ہے۔ انسان قران سے جُڑ جاتا ہے تو اپنے معاملات کو اللہ کے حوالے کر دیتا ہے۔ قرآن بہترین ساتھی ہے۔ دل کی بہار ہے۔

پھر یہ کہ اللہ اور رسولؐ کا بتایا ہوُا طرزِ زندگی گزارو۔ لائف اسٹائل وہی پسندیدہ ہے جس طرح اللہ کے نبیؐ نے ہمیں گزار کر دکھادیا۔

تو 'لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ' اس چیز میں وعدۂ الست، قرآن، جہاد، طرزِ زندگی اور ایمان کی دعوت ہے۔

رسولؐ کی اطاعت اس طرح کی اللہ کے نبیؐ کی زندگی میں جب اللہ کے نبیؐ نے پکارا تو فوراً لبیک کہنا فرض تھا۔ اور آج جب ہم تک اللہ کے نبیؐ کی سنّت اور حدیث پہنچ گئی تو ہم پر اُس حکم کو ماننا اور عمل کرنا فرض ہے۔

ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نماز میں تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گذرے۔ مجھے آواز دی، میں آپ کے پاس نہ آیا۔ جب نماز پڑھ چکا تو حاضر خدمت ہوا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کس نے روکا تھا کہ تو میرے پاس چلا آئے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ اے ایمان والو اللہ اور اللہ کا رسول تمہیں جب آواز دیں تم قبول کر لیا کرو کیونکہ اسی میں تمہاری زندگی ہے۔ سنیں اس مسجد سے نکلنے سے پہلے ہی میں تمہیں قرآن کی سب سے بڑی سورت سکھاؤں گا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے جانے کا ارادہ کیا تو میں نے آپ کو آپ کا وعدہ یاد دلایا ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سورت فاتحہ بتلائی اور فرمایا: سات آیتیں دوہرائی ہوئی یہی ہیں۔ (صحیح بخاری: 4647)

آج ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ آج نبیؐ تو ہم میں موجود نہیں ہیں۔

ہمارے لئے لازم ہے کہ والدین پکاریں تو اُن کی پکار کا جواب دیں۔ نفل نماز چھوڑ کر بھی والدین کی بات کا جواب دیں۔

والدین کی بد دعا اور اس کے اثرات کے متعلق احادیث میں کئی واقعات ذکر کئے گئے ہیں جن میں ایک بنو اسرائیل کے ایک مشہور عابد و زاہد حضرت جریج رحمہ اللہ کا واقعہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی ہے:
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”

صرف تین گود کے بچوں نے بات کیا(جب کہ عموما اس عمر میں بچے بات نہیں کرتے)ایک: عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام)۔ دوسرا: جریج والا لڑکا۔ اور جریج ایک عابد وزاہد آدمی تھا، اس نے اپنے لئے ایک حجرہ بنالیا اور اسی میں مصروفِ عبادت رہا کرتا تھا ایک دن اس کی والدہ اس کے پاس اس وقت آئی جب کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا، اس نے اسے، اے جریج: کہہ کر آواز دی۔ اس نے (اپنے دل میں) کہا :اے میرے رب! ایک طرف ماں ہے اور دوسری طرف نماز (کس کا خیال کروں) پھر وہ نماز میں مشغول رہا اور وہ واپس لوٹ گئی۔ دوسرے دن پھر اس کے پاس آئی اور وہ نماز پڑھ رہا تھا، اس نے کہا :اے جریج! اس نے کہا: یارب! میری ماں اور میری نماز، پھر نماز میں مشغول ہو گیا، ماں واپس چلی گئی تیسرے دن وہ پھر اس کے پاس آئی اور اسے، اے جریج! کہہ کر آواز دی اور وہ نماز پڑھ رہا تھا، اس نے (دل میں) کہا: یارب! میری والدہ مجھے صدا دے رہی ہے اور میں حالتِ نماز میں ہوں (کیا کروں ؟) اس نے اپنی نماز کو جاری رکھا اس کی والدہ نے اسے ان الفاظ میں بد دعا دی: یا اللہ ! اِسے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ یہ بدکار عورتوں کے چہرے نہ دیکھ لے۔

پھر بنو اسرائیل میں جریج اور اس کے زُہد و تقوی کی شہرت عام ہو گئی، اس دوران ایک بدکار عورت نے، جس کا حُسن مشہور تھا، کہا: اگر تم چاہو تو میں جریج کو فتنہ میں ڈال سکتی ہوں چنانچہ وہ جریج کے سامنے بن سنور کر آئی، لیکن جریج نے اس پر کوئی توجہ نہ دی، پھر وہ ایک چرواہے کے پاس آئی جو جریج کے عبادت گاہ کے آس پاس ہی رہا کرتا تھا اور اس کے ساتھ بدکاری کر کے حاملہ ہو گئی، جب اسے لڑکا پیدا ہوا تو اس نے مشہور کر دیا کہ یہ جریج کا لڑکا ہے۔

جب لوگوں نے یہ سنا تو وہ جریج کے پاس آئے، اسے حجرے سے باہر کھینچ کر لائے اور صومعے کو گرا دیا اور بُری طرح پیٹنے لگے۔ جریج نے کہا: تمہیں کیا ہو گیا ہے ؟(ایسا کیوں کر رہے ہو ؟)لوگوں نے کہا کہ تم نے فلاں بدکار عورت کے ساتھ برائی کی ہے اور اس کے نتیجے میں تجھ سے اسے لڑکا ہوا ہے۔ اس نے کہا: ”وہ بچہ کہاں ہے ؟ جب بچہ لایا گیا تو اس نے لوگوں سے کہا اگر تم اجازت دو تو میں نماز پڑھوں

?اس نے نماز پڑھنے کے بعد اس بچے کے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا: اے لڑکے! بتا تیرا باپ کون ہے؟ اس بچے نے جواب دیا: "فلاں چرواہا ہے"۔ یہ سنتے ہی لوگ جریج کو چُومنے اور (حصولِ برکت کے لئے) اسے چُھوتے ہوئے درخواست کرنے لگے: اگر آپ پسند کریں تو ہم آپ کے حُجرے کو سونے کا بنادیں؟ اس نے کہا: "نہیں! پہلے جیسے مٹی کا تھا اسی طرح کا بنا دو"۔ (متفق علیہ)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر اولاد بے گناہ بھی ہو تو والدین کی بد دعا انہیں نقصان پہنچا سکتی ہے، والدین کے لئے بھی ضروری ہے کہ اولاد سے کوئی گُستاخی ہو جائے تو ان کو بجائے بد دعا دینے کے ہدایت کی دعا کریں۔

والدین کی دعائیں لیا کریں۔ اپنے لئے عزّت افزائی سمجھا کریں۔ آپ کو دعائیں ملیں گیں۔ اپنے بچوں کی تربیت کریں کہ آپ جب اُن کو بلائیں وہ فوراً آپ کی بات سُننے کے لیئے آئیں۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ کے والدین آپ کے پاس ہیں۔

ایک اور چیز اس آیت میں آتی ہے کہ نیکیوں کی دعوت دیں اور برائیوں سے منع کریں۔ اس پر بات اگلی آیت کو پڑھ کر کرتے ہیں۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾

اور تم اس فتنہ سے بچتے رہو جو تم میں سے خاص ظالموں پر ہی نہ پڑے گا اور جان لو کہ بے شک اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے ﴿۲۵﴾

یعنی آپس کے فتنوں سے بچو ورنہ اللہ کا عذاب آجائے گا۔ حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب میری امت میں گناہ ظاہر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے عام عذاب آپ پر بھیجے گا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں تو نیک لوگ بھی

ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں؟ پوچھا پھر وہ لوگ کیا کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں بھی وہی پہنچے گا جو اوروں کو پہنچا اور پھر انہیں اللہ کی مغفرت اور رضامندی ملے گی۔(مسند احمد:6/294: صحیح)

یعنی نیک لوگ وفات باقی لوگوں کے ساتھ ہی پا جائینگے لیکن جب وہ قیامت کے دن اُٹھائے جائینگے تو پھر اللہ اُن کی نیت کے مطابق معاملہ کرے گا۔ اللہ انہیں بخش دے گا۔

لیکن بُرے لوگوں کو سزا ملے گی۔

اَب پچھلی آیت سے اس آیت کا ربط یہ ہے کہ نیکی اور بھلائی کا حکم دیں اور گناہ کے کاموں سے منع کریں۔ اللہ کی باتیں دلوں کو زندہ رکھتی ہیں۔ پچھلی آیت میں ہم نے پڑھا تھا؛

'۔۔وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوۡلُ بَيۡنَ الۡمَرۡءِ وَقَلۡبِهٖ۔۔' اور جان لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جاتا ہے۔۔ یہاں لفظ ہے يَحُوۡلُ ، اللہ حائل ہو جاتا ہے، ح ول۔ حائل۔ اللہ کیسے بندے کے دل اور اُس کے درمیان حائل ہو جاتا ہے؟

اللہ مواقع دیتا ہے۔ دین کی طرف بلانے والے بھیجتا ہے۔ اُس راہ کی طرف وسیلے بناتا ہے۔ پھر ایک حد تک مہلت دیتا ہے۔ لیکن جب بندہ نظر انداز کرتا رہتا ہے۔ تو پھر اللہ صلاحیت چھین لیتا ہے۔ مواقع ختم ہو جاتے ہیں۔ پھر موت آجاتی ہے۔ پھر بندہ کہتا ہے کہ یا اللہ مجھے واپس کر دو۔ اَب میں نیک کام کروں گا۔ پھر موقع نہیں ملتا۔ اللہ کے دین کی طرف دعوت تو آتی ہے لیکن اگر ہم قبول نہ کریں تو وقت ختم ہو جاتا ہے۔

اَب ہم اپنا جائزہ لیں؛ اگر تو آپ دین سیکھنے کی کوشش نہیں کر رہے یا سیکھ تو رہے ہیں اور عمل نہیں کر رہے تو وقت ضائع کر رہے ہیں۔ پھر کیا ہو گا اگر مہلت کا وقت ختم ہو گیا؟ خود نیکیاں کریں اور دوسروں کے لئے خیر خواہ بن جائیں۔ نیک عمل کرنا شروع کر دیں ورنہ دل سخت ہو جائے گا۔

حدیث کا خلاصہ؛ کہ نیکیوں کی طرف جلدی کرو۔

اگر تو آپ دیکھیں کہ نیکی کرنا مشکل لگ رہا ہے تو ڈر جائیں کہ کہیں میری مہلت تو ختم ہونے والی نہیں؟ نیکی کی نیت کریں تو فوراً کر دیں۔ ارادے کریں تو پورے کریں۔ جنھوں نے نیکیوں پر استقامت دکھادی وہی کامیاب لوگ ہیں۔ جو سردیوں میں اور بارشوں میں بھی مسجد میں نماز کے لئے باہر نکلتے ہیں۔

آپ جدھر جانا چاہیں گے اللہ وہاں لے جائے گا۔ جو نیک خواہش کرتے ہیں اللہ پوری کر وا لیتا ہے۔ آپ خلوصِ نیت سے نیکیوں کے ارادے کریں اور کوشش کریں۔ انشاءاللہ آپ کر لیں گے۔

آپ کے دل کی تڑپ کا اللہ کو علم ہے۔ ورنہ پھر مہلت ختم ہو جائے گا۔ صرف خواہش کرنے سے جنت نہیں ملے گی۔ عمل کرنا پڑے گا۔

مسند احمد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے «يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ » اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رکھ۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کو اکثر سن کر عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بکثرت اس دعا کے کرنے کی کیا وجہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: انسان کا دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے جب چاہتا ہے ٹیڑھا کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے سیدھا کر دیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام انسانوں کے دل ایک ہی دل کی طرح اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ جس طرح چاہتا ہے انہیں الٹ پلٹ کر تا رہتا ہے پھر آپ نے دعا کی کہ «اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ، صَرِّفْ قُلُوبَنَا إِلَى طَاعَتِكَ» اے دلوں کے پھیرنے والے اللہ ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر لے۔ (صحیح مسلم:2654)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مراد اس سے خاص اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرماتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو حکم فرمارہا کہ وہ آپس میں کسی خلاف شرع کام کو باقی اور جاری نہ رہنے دیں۔ ورنہ اللہ کے عام عذاب میں سب پکڑ لیے جائیں گے۔ یہ تفسیر نہایت عمدہ ہے۔

جب تک ہم اپنے آپ کو تھام کر نہیں رکھیں گے تو بچ نہیں سکتے۔

آپ کتنے بگڑے ہوئے تھے۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ نے کس طرح توبہ کی۔ کتنا راہِ راست پر آ گئے ہیں اب اس بات سے فرق پڑے گا۔ اپنے آپ کو حق پر جمالیں۔ اب اسی بات میں نجات ہے۔ نیکیوں کے ارادے کریں اور اُٹھ کر کر لیں۔

یا اللہ ہمیں نیکی کے راستے پر استقامت عطا فرما۔ آمین

اللہ ہمیں کیسے پکارتا ہے؟ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اللہ ہم سے مخاطب ہے۔ ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب کوئی آیت 'يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا' سے شرع ہو تو فوراً دھیان سے سُنو کہ اللہ تمہیں پکار رہا ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں کچھ عالم کہتے ہیں کہ والدین، بزرگ اور اُستاد جو ہمیں نیکی کی نصیحت کرتے ہیں یا بلاتے ہیں تو اُن کی بات بھی دھیان سے سنو۔ فوراً اُٹھ کر جاؤ۔ والدین کی محبت کو یاد کریں۔

یااللہ ہمیں نیکی پر لبیک کہنے والا بنا دے۔ اور فتنوں سے بچالے۔ آمین۔

اس آیت کو ہمارے بزرگ اور اسلاف کیسے لیتے تھے؟

ابنِ مخلق؛ علم حاصل کرنے کے لئے پورا اسپین چھان مارا۔ پھر اُندلس شہر گئے۔ پھر امام احمد سے ملے۔ انہی دنوں امام احمد کو جیل کی سزا ہو گئی۔ یہ علم کے لئے پیاسے تھے۔ ہر رات جیل کی دیوار کے باہر آکر بیٹھ جاتے۔ یہ فقیر کے بھیس میں بیٹھ کر علم حاصل کرتے۔ امام احمد جیل سے حدیثِ نبوی کا درس دیتے۔ یہ باہر بیٹھ کر علم حاصل کرتے۔ کہتے تھے کہ اللہ کی پکار آگئی ہے تو میں کیوں نہ علم حاصل کروں۔

ہمارا عمل کیسا ہے؟ دین، علم، محنت، قربانی ہم شوق سے کرتے ہیں؟

ہمارے بزرگ پھولوں سے رس چوستے اور پھر شہد بنا کر آگے پیش کرتے۔ جگہ جگہ سے اُستادوں سے علم سیکھتے۔ آج ہمارے پیغام میں کشش کیوں نہیں؟ کیونکہ ہمارے اندر خیر خواہی نہیں۔

اپنے گھر والوں کو اور بچوں کو بھی دین پر لگا دیں۔ اللہ اور رسولؐ کی پکار ہماری روح کی پکار ہے۔

اُمتِ مسلمہ روحانی معالج ہے۔ اگر ہم نے اپنا کام کیا ہوتا تو آج یہ فتنے نہ ہوتے۔ ڈاکٹر بننے کے کتنے مرحلے ہیں؟ لیکن روحانی معالج بننے پر ہم کتنا وقت لگاتے ہیں؟ آج نیم حکیم بننے پر ہی کیوں اکتفا کر لیتے ہیں؟ اپنی ذمّہ داری کو سمجھیں۔

بچوں کو دین کی تعلیم دیں۔ آج بچوں کو سکول نہ بھیجیں تو اِدارے بچوں کو گھر سے لینے آجاتے ہیں۔
پھر دین کو اہمیت کیوں نہیں دی گئی؟ دین کو مقام ہی نہیں دیا جاتا۔

ہمارا دین بہت خوبصورت ہے۔ نیت کریں کہ ہم نے اپنے علاقے اور شہر میں دین سکھانے کا اہتمام کرنا ہے۔ دین کو سیکھنا اور آگے پھیلانا ہے۔ انشاءاللہ۔